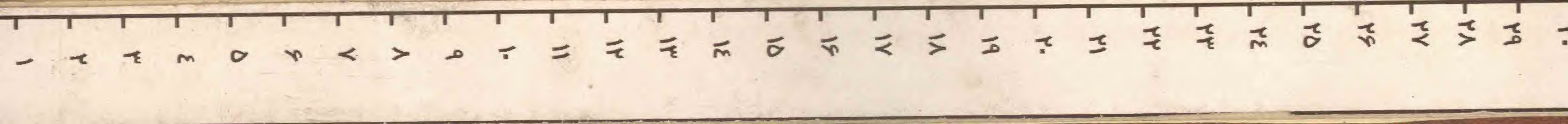
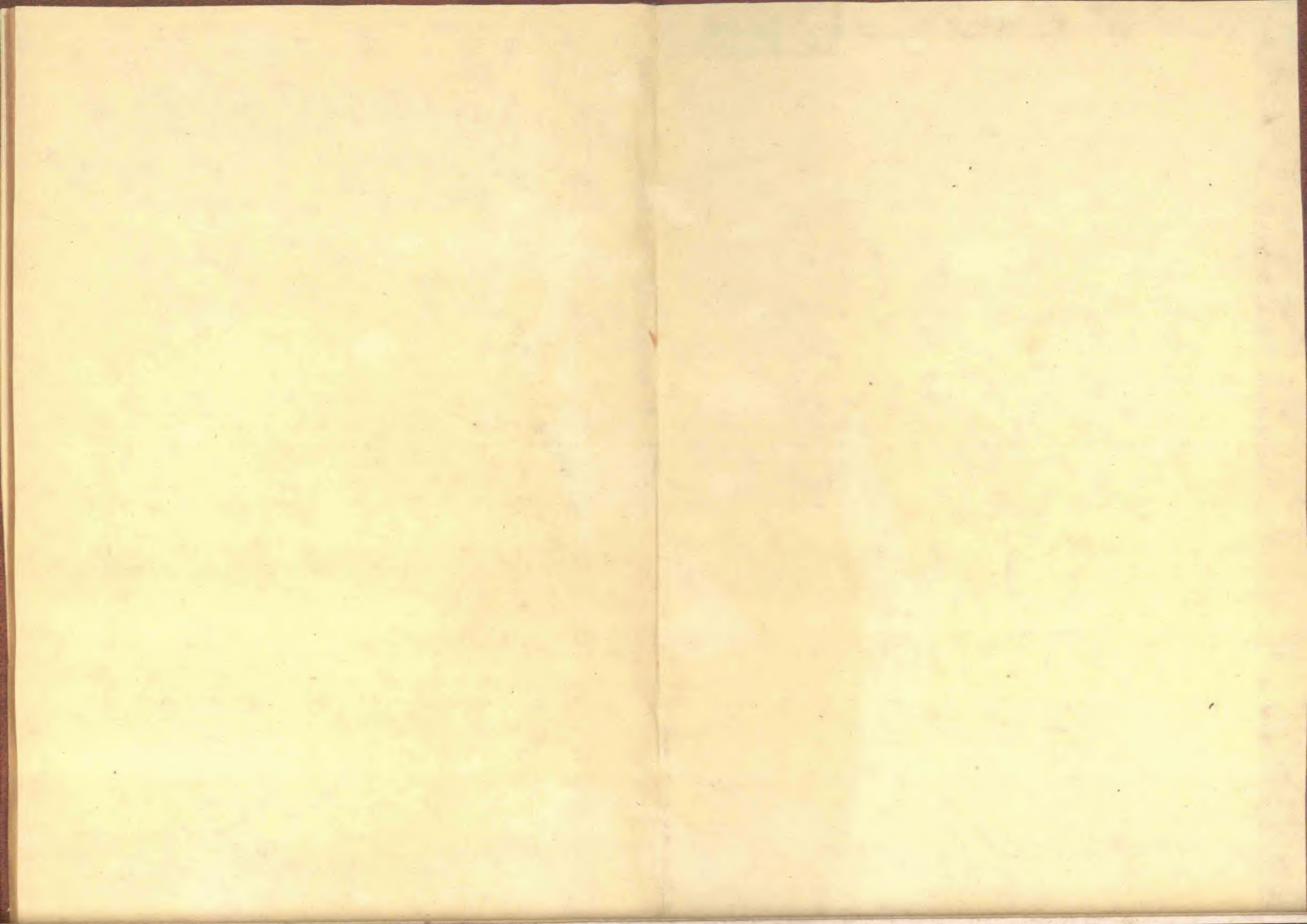


مستوی روی
فلندز

1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12
13
14
15
16
17
18
19
20
21
22
23
24
25
26
27
28
29
30
31
32
33
34
35
36
37
38
39
40
41
42
43
44
45
46
47
48
49
50
51
52
53
54
55
56
57
58
59
60
61
62
63
64
65
66
67
68
69
70
71
72
73
74
75
76
77
78
79
80
81
82
83
84
85
86
87
88
89
90
91
92
93
94
95
96
97
98
99
100



الہی غنیۃ امیرت در بختا

مثنوی
بو علی قلندر

شیخ غلام علی انید سنہ تاجران کتب کثیرہ بی بازار لاہور

M. FIDA HUSAIN

۷۷۹۸۲۷



Revised Price

Rs. 5.00

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 بِعَوْنِ اللَّهِ الْمُقْتَدِرِ

مَنْ شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 مُتَرْجِم

(ترجمہ اردو)
 شیخ غلام علی اینڈ ستر باجران کتب بازار کشمیری لاہور نے
 ملحق علی سرنگ پریس میں باہتمام میان فروز الدین پرنٹر چھاپا

ترجمہ کی کتبیں ملنے کا پتہ شیخ غلام علی اینڈ ستر باجران کتب بازار کشمیری

احوال حضرت شرف الدین بوعلی شافند

پہلے اس کے کہ آپ کے کچھ حالات قلمبند ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے نامی نام گرامی کی وجہ سے بیان کی جائے کہ آپ کے جسم مبارک کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بوائی تھی۔ ۱۰۔ سیئے آپ کو بوعلی کہتے تھے اور اقم الحروف کے خیال میں آتا ہے کہ آپ حضرت علی کے اخلاق و دیگر صفات سے بہت تھے۔ ۱۰۔ سیئے بوعلی کہتے تھے۔ اور شاہ قلمند یعنی بہت بڑے قلمندروں کے قلمند ایک قسم کے دانش ہیں جو قیود اور تکلفات رسمی اور علاقہ و نبوی سے مجرد اور اہل دنیا سے کنارہ کش محض طالب جمال حق اور اس کے فکر و ذکر میں مستغرق رہتے ہیں آپ ایسے ہی تھے اس لیے قلمند مشہور ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک بھی تعجب خیز ہے کہ کرنال میں بھی ہے اور پانی پت میں بھی۔ اور دونوں جگہ بہت بڑی عالیشان عمارتیں ہیں مسجد اور مسافر خانہ اور درگاہ اقدس شامل ہے آپ اولیا بزرگ سے ہیں۔ اور آپ کا کلام حقیقت کا سرچشمہ ہے خوشحال ان کا کہ جو آپ کے کلام کو پڑھ کر اس کو اپنا راہ سلوک بناویں۔

ابھی ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ آمین ثم آمین۔

یہ تنوی بجز مل مستدس مخدو نہیں ہے

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشے والے ہر جان کے

مرجبا اے بسبل باغ بہن	از گل رعنا بگو با ما سخن
آؤ آؤ اے بسبل پرانے باغ کی	خوشنما گل کی بات ہم سے کر
مرجبا اے قاصد طیار ما	مید ہی ہر دم خم خیزار ما
ش با ش اے ہمارے تیز زبان قاصد	تو ہر دم ہمارے یار کی خبر دیتا ہے
مرجبا اے ہمدرد فرخندہ فال	مرجبا اے طوطے شکر مقال
کیا کہنے میں تیرے اے مبارک شگون بید	کیا خوب ہے تو اے شیرین گفتار طوطے
در زمان ہفت آسمان اے کئی	مرکب حرص و ہوار اے کئی
ایک دم میں تو سات آسمان کو طے کرتی ہے	حرص اور ہوار کے گھوڑے کو پال کرتی ہے
و مبدع روشن کئی درول چراغ	ہر نفس را عشق سازی سنیر داغ
ہر دم تو دل میں چراغ روشن کرتی ہے	ہر دم تو عشق سے سینے کو داغ دار کرتی ہے
از نور روشن گشت فانوس تنم	از تو حاصل شد مرا وصل صنم
تجھے سے میرے تن کی فانوس روشن ہوئی	تجھے سے محبوب کا وصل مجھے کو نصیب ہوا

مرحباے رہنمائے راہ دین
 واہ واہ اے دین کی راہ کی بہنار
 یافت قالب طینت پاکی ز تو
 جسم نے پاکیزہ غوغا سے پائی ہے
 مرحباے فیض بخش کائنات
 تیری کیا تعریف کی جائے ہے وجودات کو فیض بخشو دلی
 عرق بودی در محیط ذات پاک
 تو خدا کی ذات پاک کے سمندر میں غرق ہو گئی
 اے کہ بودی در حیرت کبریا
 اے کہ تو لامکان کی چار دیواری میں کھتی
 پاک بودی در حیرت کبریا
 تو حیرت کبریا میں پاک ہو گئی
 خوش خرامیدی تو از کتم عدم
 بڑی خوشی کے ساتھ آئی تو نیستی کے پردے کو
 گاہ در دوزخ روی ساسی تمام
 کبھی تو دوزخ میں جاتی ہے اور اس کو اپنا قیام گاہ بناتی ہے

از توروشن شد مرآہ چشم نقین
 تجھ سے میری یقین کی آنکھ روشن ہوئی
 شد پریشان آدم خاکی ز تو
 آدم خاکی تیرے سبب سے پریشان ہوا
 یافت ترکیب وجود تو حیات
 تیری ذات سے جسم نے زندگی پائی ہے
 از توروشن شد چہرہ اس تیرہ خاکی
 یہ تاریک خاکی تجھ سے کس لیے روشن ہوئی
 چون جدا کشتی بگور از نہان
 تو کیوں جدا ہوئی یہ پوشیدہ مجھ سے بنا
 از چہ پیدا شد احسوس ہوا
 کس سبب سے تجھ میں حوس ہوا پیدا ہوئی
 خوش نہادی بر سر ہستی قدم
 بڑی خوشی کے ساتھ تو نے ہستی کے سر پر قدم رکھا
 گاہ جنت روی اے خوشخرام
 کبھی اے خوش رفتار تو جنت میں جاتی ہے

کہ کنی جلوہ در تسلیم فنا
 کبھی تو نیستی کی ولایت میں جلوہ کرتی ہے
 جان من با من بگو اسرار بخش
 میری بیماری تو مجھ سے اپنے بھید کہ
 آفریدہ حق ترا از جنس جان
 غلغلے تجھ کو اس قسم کی چیزوں سے بیدار کیوں نہیں کرتی
 باز گو با ما سخن اے اہل راز
 اے رازدار ہم سے بات کلم کھلا صاف صاف کہ
 خان افشان بر سر نفس لعین
 اس لعین نفس کے سر پر خاک ڈال
 پوچھو آئینہ نما عکس نگار
 محبوب کا عکس آئینہ کی طرح دکھا
 صاف کن آئینہ دل از غبار
 دل کے آئینے کو غبار سے صاف کر
 راہ نمائے ہادی راہ ہدائے
 اے راستی کی رہنما رہستہ دکھا

کہ روی در عالم ملک بقا
 کبھی زندگی کے ملک کے جہاں میں ہوتی ہے
 چشم دل روشن کن از دیار بخش
 دل کی آنکھ اپنی صفت سے روشن کر
 از تو افتاد دست شورانہ جہان
 تجھ سے جہاں میں شہ پچ رہا ہے
 از حقیقت غلغلہ فکرن در مجاز
 اس کا نقشہ دکھا کہ شور و جھجھے اس دنیا و عالم میں
 چشم دل روشن کن از لورین
 دل کی آنکھ یقین کی روشنی سے روشن کر دے
 تا نماید جلوہ رخسار یار
 تاکہ یار کے رخسار کا جلوہ نظر آوے
 آتش زن دل این بقیرار
 اس بقیرار کے دل میں مہن کی آگ کو بجھاتا
 زانکہ ہستی در حقیقت راہ نما
 اس لیے کہ حقیقت کی طرف ہستہ دکھائی دیتی ہے

گر نہ گردی طالبان را دستگیر

اگر تو طلب کرنے والوں کی مددگار نہ بنے

از نور روشن کو کب ایمان من

تجھ سے میرے ایمان کا ستارہ روشن ہے

در سخن شد غنڈیٹ بانوا

خوش گفتار ملبس بولی

آفریدہ حق مرا از نور ذات

خدا نے مجھ کو اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا

بودہ ام در باغ و شب بے نشان

میں وحدت کے باغ میں بے نشان تھی

یہی میدان پر این پر و کیت

تو کچھ جانتا ہے اس پردہ کے پیچھے کون ہے

دید حسن خویش با چشم شہو

خدا نے اپنے حسن کی طرف مجھ کو دھونے کی نظر سے دیکھا

امر ربحم روح کردہ نام ما

میرے سب کے حکم نے میرا نام روح رکھا

طالبان ہرگز نگیرند دست پیر

طلب کرنے والے ہرگز پیر کا ہاتھ نہ پکڑیں

پردہ بردار از رخ جان من

پردے اٹھاتے رخ سے میری جان

گفت بشنو تا جو کیم راز ہا

کہا سن تاکہ جیسوں کو بیان کروں

تا شناسم ذات اور از صفات

تاکہ اس کی ذات کے صفات سے پہچانوں

چون بکثرت آدم شتم عیان

جب دنیا میں آئی تو ظاہر ہوئی

نغمہ جنگ باب عود و صیت

جنگ کا نغمہ اعدا باب اعود کا کیا ہے

خود تجالی کرد در ملک وجود

خود جلوہ کیا ہستی کے ملک میں

کرد پر ساتی وحدت جام ما

ساتی وحدت نے میرا پیالہ پر کیا

عشق بازی می کنم با او مدام

میں ہمیشہ اس کے ساتھ عشق بازی کرتی ہوں

تا منت بر سر ذرہ خورشید کمال

کمال کا سورج ہر ذرہ سے پر جھکا

آنکہ اواز قہر حق کشتہ پلید

وہ کہ خدا کے غضب سے پلید ہوا

ہر کراوشدا فریدہ از جمال

جو کہ جمال سے پیدا ہوا

آینچہ در روز ازل فیتہ قلم

وہ جو کہ پیدائش کے روز قلم چکا قلم

زہد و تقویٰ چیت اے مرد فقیر

اے مرد فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے

بہر آب و نان نہ گردی دریدہ

تو پانی اور روٹی کے لیے دیر نہ چرے

حرک سازی صحبت الٰہی دل

دولت مندوں کی محبت کو ترک کر مے

یافت آدم از طفیل عشق کام

آدم نے عشق کے طفیل سے مقصد پایا

گشت پیدا از جمال و جلال

اس کے جمال سے جلال نکلا ہوا

پنجو شیطان اسے بہبودی نہ دید

اس نے شیطان کی طرح بہتری کا چہرہ نہ دیکھا

باز یا بدر راہ در بزم وصال

وصال (قرب خدا) کی نخل میں راہ پاتا ہے

حک نگرد و بعد از ازل حرف رقم

اس کے بعد لکھا ہوا حرف نہ مٹے گا

لا طمع بودن ز سلطان و امیر

بادشاہ اور امیر سے بے طمع ہونا ہے

آب و نان خود نہ ریزی بہر سر

اپنی آرزو نہ کیے نہ کر اسے

گوشہ گیری تا نیفتی در خل

گوشہ اختیار کرے تاکہ خل میں نہ پڑے

دیر وقت

بر در سلطان مرور ویش مبین

بادشاہ کے دروازے پرست جاں کا مذمت دیکھ

گر بفاقد جان بر آید از نفس

یگر فادے سبب جان بجزو تن سے نکل جائے

نخ بہ جلاب شیرین ر محبت

تمنی بہتر ہے میثا شربت گلاب مت چکے

بر سر خوان قناعت دست ن

قناعت کے دست خوان پر ہاتھ مار

باش در گنج قناعت سرگون

قناعت کے گوشہ سر جھکا کر بیٹھ

پشت پازن تخت کیکاؤس را

کیکاؤس کے تخت کو سر جھکا کر مار

گر بدست آید ترا گنج نقد و

اگر نقد کا خزانہ تیرے ہاتھ میں آجائے

الحذر از حب دنیا الحذر

پرہیز کر دنیا کی محبت سے پرہیز کر

گنج قارول گرد و ہوش مبین

خزانہ قارول کا اگر دیوے تو بھی اس کی طرف مت دیکھ

چون مگس دست مزین مان کس

کھم کی طرح پناہ تھ کسی کی روٹی پرست مار

پیش و زمان بہر زمان خواری مکش

کھینوں کے آگے روٹی کیلئے ذلت مت کھینچ

تا نباشد دست بر فرمان شکن

تاکہ تجھے خدا کی نافرمانی کی قدرت نہ ہو

پامنہ از گوشہ عزت پرو ن

تہائی کے گوشہ سے قدم باہر نہ رکھ

سر بدہ از کف مد ناموس را

سر دے دے لیکن ہاتھ سے آبرو کو نہ دے

ورنہ داری ہمت عالی چہ سود

لیکن تو بلند حوصلہ نہ رکھتا ہوگا تو کیا فائدہ ہوگا

بہر زمان وزر مخور خون جگر

روٹی اندر زر کے لئے جگر کا خون مت بہی

ممسکاں ہرگز نمے مبین بھی

بخیل ہرگز نہیں دیکھتے ہیں بہت سی

آبروریزند بہر سیم و زر

اپنی آبروریزی کرتے ہیں اسلئے سونے اور چاندی کے

مرد کم ہمت حقیر مست در نظر

کم ہمت آدمی نظر میں حقیر ہے

خلق گرد درام او باد لبری

لوگ درباری کے سبب سے اس کے مطیع ہوتے ہیں

بہر کہ عالی ہمت مست با سخا

جو کوئی عالی ہمت اور سخا ہوتا ہے

زہد و تقویٰ اچھست ا مرد فقیر

اے مرد فقیر زہد و تقویٰ کیا ہے

زہد و تقویٰ نیست این کز بہر خلق

یہ زہد و تقویٰ نہیں ہے کہ لوگوں کے لئے

نشانہ و مسواک و سبج ریا

گنگھا اور مسواک اور مکہ کی تسبیح

ترا کہ جیب ہمتش وارد تہی

اسلئے کہ اپنی ہمت کی تعمیل خالی رکھتے ہیں

ممسکاں لا مثل گاکو و خر شمر

بخیلوں کو مانند بیل اور گدھے کے شمار کر

خوار باشد گر بود با صبر ہنر

اگرچہ صومبر رکھتا ہو خوار و ذلیل رہتا ہے

سر فرازد بر سپہر چنبری

حلقہ دار آسمان پر سر بلند ہوتا ہے

عفو گردانند گنہا نش خدا

خدا اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے

لا طمع بودن ز سلطان و امیر

بادشاہ اور امیر سے بے طمع ہونا

صوفیے با ششی و پوشی کہند دلق

تو صوفی بنے اور پرانی گدڑی پہنے

جُبہ و دستار و قلب بے صفا

جُبہ اور عمامہ اور دل صفائی سے خالی

پیش و پس گردد مرید نا خلف
 نالائق مرد آگے اور پیچھے پھرتا ہے
 چون بینی چند کس بہیودہ گردد
 جب کہ تو چند لوگوں کو بہیودہ پھرے والا دیکھتا ہے
 دام اندازی برائے مرد و زن
 تو جال لگاتا ہے مرد اور عورت کے لئے
 وعظ گوئی خود نیاری در عمل
 وعظ کہتا ہے خود عمل میں نہیں لاتا ہے
 مکر و تلبیس و ریا کارست بود
 مکر اور فریب اور دکھاؤ تیرا کام ہے
 چون شومی استاده از بہر نماز
 جب تو نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے
 آن نماز تو شود آخر تباه
 وہ تیری نماز آخر تباه ہوتی ہے
 چون رایمانت فتد آخر قصور
 جب کہ تیرے ایمان میں آخر قصور رہتا ہے

چون خرابی پے نان و علف
 پانی اور چارے کیلئے احمق گدھے کی طرح
 خویش را گوئی منم مردانہ مرد
 اپنے آپ کو گت ہو کہ میں بہادر مرد ہوں
 خویش را گوئی منم شیخ ز من
 اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں شیخ ہوں
 چشم پوشی همچو شیطان و غل
 مکر و شیطان کی طرح چشم پوشی کرتا ہے غفلت و غیور
 ہر نفس شیطان تر یارت بود
 ہر دم شیطان تیرا یار ہے
 دل او در گئے و خراب حیلہ ساز
 دل لگائے اور گدھے میں ہوتا ہولے حیلہ ساز
 فکر باطلہا کند رویت سیاہ
 بہیودہ فکر تیرا منہ کالا کرتی ہے
 ہاں پر اخوانی نمازے بے شعور
 جھٹلائے بے شعور تو ایسی نماز کیوں پڑھتا ہے

بر مصلے چون نشینی قبلہ
 جب کہ تو جائز نماز پر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھتا ہے
 خادمان گویند این شیخ زمان
 خادم یہ کہتے ہیں کہ یہ شیخ زمانے کا
 شیخ را لاہوت با شہنشاہش
 شیخ کی منزل لاہوت ہے
 از تسالیش خویش تن را کم کن
 تعریف سے اپنے آپ کو گراہ نہ کر
 اے گرفتار آمدی در بند نفس
 اے تو کہ گرفتار ہے نفس آمارہ کی قید میں
 تا کنی پرواز سوئے اصل خویش
 تاکہ تو اپنی اصل کی طرف پرواز کرے
 این خوشامد گئے چندین اہمان
 یہ چند احمق تعریف کرنے والے
 چند باشی از مکان خود جدا
 کب تک تو اپنے مکان سے جدا ہے گا

چشم پوشی دل بود جائے دگر
 آنکھ بند کر لیتا ہے دل دوسری جگہ گروسی ہوگا
 چشم پوشیدہ است از خلق و جہان
 لوگوں اور جہاں سے نکلیں بند کئے ہے
 شد قناعات بقا شد حاصلش
 فنا ہوا ہے ذات بقا اس کو حاصل ہے
 عیب خود بین عیب بر دہم کن
 اپنا عیب دیکھ لوگوں کا عیب نہ ست کر
 نفس کا فریشتہ شک و قفس
 اس نفس کا فکر قفس کر توڑ بچھڑا
 جاکنی در آشیان وصل خویش
 اپنے اصل کے آشیانے میں جگہ کرے
 رہزنا ندر رہزنا ندر رہزنا ندر
 راہ مار ہیں راہ مار میں راہ مار
 چند گردی در بدرائے بحیا
 کب تک سر بدہائے شر مارا پھرے گا

لعل لاہوت عالم ذات الہی کے سالک کو اس مقام پر فانی الشرح اصل ہو تا ہے ۱۱

خود بد نصاف اے اہل دغل

تو خود ہی افسانہ کر لے نہ سہی

باتو ہمارا ست شیطان و مہم

تیرے ساتھ ہمارا ہے شیطان ہر گھڑی

حُب و نیاز شتہ زنار تست

دنیا کی محبت تیرے لئے جنیو کا ڈور ہے

دل نہ شد ہرگز خلاص از محض آن

دل نہ ہوگا ہرگز خلاص عرض اور لالچ سے

گہ نہ نکردی سجد از بوسے نیاز

تو نے کبھی اپنے دل سے سجدہ نہ کیا

از تضرع سر نہ سودی بن زمین

عاجزی سے کبھی تو نے سر نہ گھسار زمین پر

میکنی طاعت تو از بہر ریا

تو عبادت کرتا ہے دکھاوے کے لئے

تا بداند خلق مرد اولیا است

تاکہ لوگ جانیں ولی مرد ہے

دل پرست از محرم صوفی در بغل

کہ دل بھرا ہوا ہے مکہ سے اور قرآن ہر بغل میں

کے شوی در راہ حق ثابتم

تو کب ہوگا خدا کی راہ میں ثابت قدم

سدرہ شیش ز کن دستار تست

راہ خدا سے تجھے روکنے والا تیر ہی ڈاڑھی پر کبھی ہے

گہ نہ نکردی از محض دل منسا

تو نے کبھی دل کو موجود کر کے نماز نہ پڑھی

تا شود در ہائے رحمت بر تو باز

تاکہ رحمت کے دروازے تجھ پر کھلا دے ہوں

کوری و بینا نہ شد چشم لقیں

تو اندھا ہے اور لقیں کی آنکھ دیکھنے والی نہ ہوئی

گہ نہ نکردی سجدہ از بہر خدا

تو نے کبھی خدا کے لئے سجدہ نہ کیا

متقی پر ہیزگار و پار ساست

متقی اور پرہیزگار اور پار ساست ہے

صوفیم گوئی نداری سینہ صفت

تو کہتے ہیں صوفی ہوں اور سینہ صاف نہیں لکھتا

نفس کا فرکیش داری زمین

نفس کا فریہ گھات میں لگا ہوا ہے

مے کشانی دست از بہر دعا

تو دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے

مے کنی از مکر عالم را مطمع

مکے جہان کے لوگوں کو اپنا تابع کرتا ہے

شیخ میگوئی تسبیح بدست

اپنے آپ کو شیخ کہتا ہے اور تسبیح ہاتھ میں لئے ہو

یک دے داری مران صد زبوت

ایک دل رکھتا ہے اور اسی سو آرزوئیں ہیں

اے رخت از غض و کبر است

اے تیرا رخ و شمنی اور غرور سے آراستہ ہے

اے بچہل آراستہ رشت پلید

اے نادانی سے بھرے ہوئے بڑے اور ناپاک

از کرامتہاے خود شینا ملاف

اپنی کرامتوں کی لئے شیخ ڈینگ مست مار

بہر شہرت نے نشینی اے لعین

پس تو اے ملعون شہرت کے لئے بیٹھا ہے

مزدخواہی از عبادات ریا

دکھاوے کی عبادت کی مزدوری چاہتا ہے

مے دہی تیکس منم فردا شیخ

یہ کہہ کر تسلی دیتا ہے کہ کل قیامت کو میں ہمارا شیخ

صد بے داری نہاں بت پرست

اور بت پرست تلو بت تو پوشیدہ رکھتا ہے

چاک دل از دست تو صد جاز فست

دل کا چاک سو جگہ تیرے ہاتھ سے رو کیا ہوا ہے

از نفاق و از حسد پیراستہ

دور وئی اور حسد سے سنوارا ہے

خوش را گوئی منم چوں بایزید

تو اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں بایزید کے مانند ہوں

۱۲ بایزید ایک بزرگ ہے اور اس کا طریقہ ابوالحسن علی نقشبندی کے وقت میں انتحال فرمایا ۱۳

از تجربے کنی ہر سونو نظر

تو گھنٹے ہر طرف نظر کرتا ہے

بُت پستی مکنی ہم بت گری

بُت کو پوجتا بھی ہے اور بُت کو بتاتا بھی ہے

بت شکن برہم بزن تجھ سارے

تو بُت کو توڑ ڈال اور بُت خانہ کو ڈھکے

چند معزوری تو بر اصل و نسب

تو کب تک اصل اور نسبت پر گھمنڈ کرتا رہے گا

پیرستی صدموں داری بدل

تو بوڑھا ہو گیا اور سو آرزوئیں دل میں رکھتا ہو

آرزو ہائے تو ہرگز کم نشد

تیری آرزوئیں ہرگز کم نہیں ہوئیں

دل چو آلود مست از حرص ہوا

جب کہ دل حرص و ہول سے آلود ہے

صد تمنا در دلت لے بوفضول

اے یہودہ بگو اسی سو آرزوئیں تیرے دلیں ہیں

خویش را گوئی کہ ہستم باخبر

اور اس پر اپنے آپ کو کہتا ہے کہ باخبر ہوں

شد دولت رشک بتان آزری

تیرا دل آزر کے بتوں کو شرانے والا ہے

چون سیل اشد نبا کن خانہ را

حضرت ابراہیم کی طرح کعبہ تیار کر

از تجربہ دور باش اے بڑا ادب

ارے گستاخ غرور سے دور ہو

جاہلی چون خرفہ ومانی بہ گل

تو نادان ہے گدھے کی طرح دلدل میں پھنسا ہے

قامت حرص و ہوایت خم نشد

تیری حرص و ہوا کا قہر جھکا نہیں

کے شود مکتوف اسرا خدا

خدا کے بھیجے ہرگز ظاہر نہ ہو دیں گے

کے کند نور خدا و دل نزول

خدا کا نور تیرے دل میں کیونکر آئے گا

دین و دنیا ہر دو کے امید بہت

دین اور دنیا دونوں کب ہاتھ آ سکتے ہیں

بر تو قسمت میر سداے نجبر

تجھے تیرا حقد ملتا ہے اے بے خبر

حرص تو دلق قناعت یارہ کرد

تیری حرص نے قناعت کی گدڑی چاک کر ڈالی

ہست دنیا پیر زال و پر فریب

دنیا بوڑھی عورت فریب سے بھری ہے

عارفان وادند اور اصد طلاق

خدا شناسوں نے اسے سو طلاقیں دیں

این سخن در گوش داری لے جوان

یہ بات اے نوجوان کان میں رکھ

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون

تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور دنیائی دنیا کو بھی

بہر دین دل کند از دنیا علی

دین کے واسطے حضرت علیؑ دنیا سے بیزاں ہوئے

این فضولی ہا مکن اے خود بہت

اے خود پرست یہ زیادتیاں ممت کر

پس چرا قانع نی برخشک تر

پھر تو قناعت کیوں نہیں کرتا ہے خشک اور تر پر

نفس امارہ ترا آوارہ کرد

نفس امارہ نے تجھے آوارہ کیا

مے کند پیر و جوان لہ لہ شکیب

بوڑھے اور جوان کو بے صبر بناتی ہے

ہر کہ عاشق شد بڑا گوشت عاق

جو کہ اس پر عاشق ہوا خدا کا نافرمان ہوا

مولوی گفتے روئے متحان

کہ حضرت مولاناؒ نے تجربہ کی بات کہی ہے

این خیالست و محالست فجنون

یہ صرف خیال ہے اور محال ہے اور دیوانگی

آن علیؑ شد والی ملک نبیؐ

وہ علیؑ کہ حضرت نبیؐ کے ملک کے حاکم ہوئے

گزنداری ہمت مردانین

اگر تو دیندار لوگوں کی سی ہمت نہیں رکھتا ہے
گز دست تو نیا یاد کار مرد

اگر تیرے ہاتھ سے مرد کا کام نہ ہو سکے

اے محنت نے تو مری تو زن

اے محنت نہ تو مرد ہے نہ عورت

مربا یتا نہد نفس پا

مرد کو چاہیے کہ نفس پر قدم رکھے

دست ہمت را برا فرازد بلبند

ہمت کا ہاتھ اور بچا بلبند کرے

دست را کوتاہ آرد از ہوس

ہاتھ کو ہوس سے کوتاہ کرے

گر خوری یک لقمہ از وجہ جلال

اگر تو ایک لقمہ جلال کی کمائی کا کھائے گا

گر شوی از لقمہ شبہ نفسیر

اگر تو شبہ کے لقمہ سے نفرت کرنے والا ہوگا

چوزمان رود پس پردہ نشین

جا عورتوں کی طرح پردے کے پیچھے بیٹھ

پچھو ہیزان و پس مردان مگرد

پچھو ہیزان کی طرح مردوں کے پیچھے مت پھر

مثل شیطان و اہمردان مزن

شیطان کی طرح مردوں کی راہ مت مار

بگذرد از شہوت حرص و ہوا

شہوت اور حرص و ہوا ترک کرے

نفس را چون صید آرد در کند

نفس کو شکار کی طرح کشتہ میں لادے

بشکند با چنگ ہمت این نفس

ہمت کے پنجے سے اس نفس امارہ کے بچے کو توڑ

نور تا بد بردل از مہر کمال

کمال کے آفتاب سے دل پر نور چکے گا

نفس را سازی افضل حق اسیر

نفس امارہ کو خدا کے فضل سے قیدی بنائے گا

آتش از دور چون گلشن بود

آگ دور سے باغ ایسی نظر آتی ہے

نخوت آرد مر ترا مال و منال

مال اور جائیداد تجھ کو مغرور بناتے ہیں

نیت سے درد دل اہل دل

دوست مندوں کے دلوں میں رحم نہیں ہے

اہل دنیا بہر سیم و مال زار

دنیا دار اور جاغزی اہل مال اور سونے کے لینے

آن شیندی کہ بے غرور جا

تو نے سنا ہے کہ عزت اصرار کے لینے

از حسد بے رحمی اخوان بہین

حسد کے سب سے بھائیوں کی بے رحمی دیکھ

برسرت باشد ترا تاج زر

اگر تیرے سر پر سونے کا تاج ہوگا

بلکہ روتا بی چون فرود از خدا

بلکہ قوں مردوں کی طرح خدا سے منہ چرکے گا

در حقیقت سرب گلشن بود

اور سچ بچ بالکل محبڑ ہو جاتی ہے

گزنداری از تہیدستی منال

اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو غفلت کی شکایت مت کر

شیوہ اہل دول باشد دل

دولت مندوں کا طریقہ مکر و فریب ہے

گر بدست آید خورد خون جگر

اگر ہاتھ آجائے تو جگر کا خون پیئے ہیں

بیگنہ کردند یوسف را پچا و

حضرت یوسف کو بے گناہ کو یوں میں بھائیوں نے ڈالا

حال زری یوسف کینغان بہین

حضرت یوسف کینان کی غراب حالت پر نظر کر

کس نیاید از تکت بستر و نظر

تو بچنے سے کس کو تیری نظریں نہ آئے گا

گم کنی خود را نہ ترسی از حسرت

اپنے آپ کو گم کرے گا اور وہ جزا سے نہ ڈرے گا

حرص افزون میشود از مال زور

حرص مال و زور سے بڑھتی ہے

بادشاہان را بہین کز بہر مال

بادشاہوں کو دیکھ کہ مال کیلئے

بیچ جاویدی گدا سے بنیوا

تو نے کسی جگہ ایک سرد سالان فقیر کو دیکھا ہے

دولت آرد کبر را بیدین کند

دولت غور پیدا کرتی ہے اور بے دین بناتی ہے

دوستان حق کہ بزار اندازد

خدا کے دوست کہ اس سے بزار ہیں

حب دنیا چون کند بر دل گنا

دنیا کی محبت جب کہ دل پر نظر کرتی ہے

کو گر در روشن چشم یقین

یقین کی روش آنکھ اندھی ہو جاتی ہے

بہر طاعت لقمہ باید حلال

عبادت کے لئے حلال لقمہ رکارت ہے

قطع گردد حب فرزند و پدر

بیٹے اور باپ کی محبت رات کی محبت میں کٹ جاتی ہے

خون اخوان و پدر و نند طلال

بھائیوں اور باپ کا خون طلال جانتے ہیں

رو بگرداند چو فرعون از خدا

کہ اس نے فرعون کی طرح خدا سے روگردانی کی ہے

نفس کافر کفر را تلقین کند

نفس کافر کو کفر کا سبق پڑھاتی ہے

چیت حکمت بیچ میدانی در

تو جانتا ہے کہ تھیں کیا راز کی بات ہے

دل چو خارا گردوش سخت میا

دل بچھڑکی طرح سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے

بستر گرد و بعد از آن در کدین

اس کے بعد دین کے دروازے بند نہ ہوتے ہیں

تا نیغز اید ترا رنج و ملال

تا کہ تجھے رنج و ملال نہ بڑھا دے

نفس آب و چون جہالت جسم تو

نفس پانی ہے اور جسم مانند بلبلے کے ہے

چون الف در لام میگردنہان

جس طرح الف لام میں ہو جاتا ہے پوشیدہ

گشت وصل چون بدیا آب جو

جب کہ نہ کا پانی دریا میں پہنچا

تا توئی کے یار گرد و یار تو

جبکہ تو ہے کب یار تیرا یار ہو جائیگا

مولوی فرمود درم این بیان

مولانا نے درم نے نظم میں یہ بیان فرمایا

تو مباحث صلا کمال این دست بس

تو ہرگز دست نہ کمال کا درجہ ہی ہے اور بس

بشنواز من اگر تو هستی ہوشیا

من مجھ سے اگر تو ہوشیار ہے

ہر کہ این پند از من عاشق شنید

جس نے مجھ عاشق سے یہ نصیحت سنی

آب چون گردی نہ ماند جسم تو

جب کہ تو آب ہو جائے گا تو تیرا جسم باقی نہ رہیگا

خوش را گم ساز تا گرد و عیان

تو اپنے آپ کو گم کرتا ہے کہ ذات حقیقت ظاہر ہو سکے

آب جو را باز از دریا مجو

پھر نہر کے پانی کو دریا میں مست و غفلت

چون نباشی یار با شدا یار تو

جب تو نہ رہیگا یار تیرا یار ہو جائیگا

بر تو گرد و روشن اسرار نہان

یہ پوشیدہ بحید تجھ پر روشن ہو دے

تو در گم شو وصال این دست بس

تو اسمیں گم ہو جا وصال کا درجہ ہی ہے اور بس

باتو گویم این سخن را گوش دار

میں تجھ سے یہ بات کہتا ہوں تو کان لگا

بیشک اندر محفل جانان سید

بیشک محبوب کی محفل میں پہنچا

ہر کہ او از خوشی تن بیزار گشت

جو کہ وہ اپنے آپ سے بیزار ہوا
ہر کہ او سر باخت اندر کوئے او

میں نے اس کے کوپے میں اپنا سر دیا
یک نگاہے گشت سویم نگاہے

ایک نگاہ میری طرف اگر محبوب کر دے
عاشق دیوانہ و سرگشته ایم

ہم عاشق دیوانے اور سرگشتہ ہیں تو
ہر کہ بویے لبش نوم از بویے او

جب کہ اس کی خوشبو سے ایک ہنک سونگھوں گا
سنبل از گیسوئے او شد تا بدار

کسب اس کی زلف سے پرچ دار بنی ہے
عذر زبان و وصف او سوین کشید

مومن اس کے وصف میں سوزبان نکالے ہے
نگس بجا چشم از سر کشا
نگس میاں نے باطن کی آنکھ کھول کر

بیشک آنکس محرم اسرار گشت

بے شک وہ مجیدوں کا ماز دار ہوا۔
بنگر و صد بار جانان سوئے او

دیکھتا سو بد محبوب اس کی طرف
جان پہ باشد گر بود صبرین نشا

ایک جان کی کیا حقیقت ہے اگر جانیں ہوں تو ناکند
یار جو بیان کردہ سرگشتہ ایم

یار کو ہونڈتے دیر چمکتے ہیں تو
مست رفتم بخیر از کوئے او

بے خبر متوالا اس کے کوپے سے جاؤں گا
لالہ از رخسار او شد و اعذار

لالہ اس کے رخسار سے واعذا ہو۔
عینہ با صد شوق پیرا من دید

عینہ سرشوں کے ساتھ اپنا پیرا من پہاڑ ہے
جام زرین بر کف سیمین نہاد
سوئے کا بیالہ چاندی کی تھیلی پر رکھا

دل شود روشن ز نور آئینہ وار

دل نور سے آئینے کی طرح روشن ہوگا
چون کشانی چشم اے اہل یقین

جب اسے صاحب یقین تو آنکھ کھلے
یار اے بین تو در ہر آئینہ

تو ہر آئینے میں یار کو دیکھتا رہے
ہر چہ آید در نظر از خیر و شر

جو کچھ نیکی بدی سے نظر میں آوے
اوست در ارض سما و لامکان

وہی زمین اور آسمان اور لامکان میں ہے
پاس دار انفاس اے اہل خرد

اے غافل اپنے سالنوں کی نگہبانی کر
اوست پیدا و نہان و آشکار

وہی ہے ظاہر اور پوشیدہ اور کھلم کھلا
ہوش در دم دار اے مرد خدا
اے مرد خدا ہر دم ہوشیار اور جہت رہ

پہ تو انداز دایم نگار

محبوب کا عکس دل کے آئینے میں نظر آئے گا
ہر طرف تا بان جمال یابین

ہر طرف یار کا روشن جمال دیکھ لے
سوز و ساز اوست در ہر طنطنہ

اسی کا سوز ساز ہے ہر آواز میں
جملہ ذات حق بود اے بے خبر

اسے بے خبر کچھ وہ ذات حق کی ہے
اوست در ہر ذرہ پیدا و نہان

وہی ہے ہر ذرے میں ظاہر اور پوشیدہ
تا تر این قافلہ منزل برد

تاکہ تجھ کو یہ قافلہ منزل پر لے جاوے
جلو ہا کر دست در ہر شے نگار

محبوب نے ہر چیز میں جلوہ کیے ہیں
یک نفس یکدم مباحث از حق جدا
ایک دم کے لئے خدا سے جدا مت ہو

ہر دور

نفی گردان از دل خود ماسوا

ماسوا کی اپنے دل سے نفی کر
زنک دل از عقل لاپاک کن

دل کے زنک کو لگے عیقل سے پاک کر
اسم ذات او چو بر دل نقش لبست

جبکہ اس کی فائے نام نے دل پر نقش باندھا
گشت چون نقش دل نقش آرا

جب کہ دل کے نقش پر خدا کا نقش ہوا
چون شوی فانی تو از ذکر خدا

جب کہ تو خدا کی یاد سے فانی ہو دے گا
چون بانی با خدا یابی مصال

جب تو خدا کے ساتھ رہیگا قرب پائے گا
ہر کہ شد در بحر عرفان آشنا

جو کہ خدا شناسی کے سمندر میں تیرنے والا ہو
آب دریا چون از ند موج در

دریا کا پانی جبکہ دوسری موج مارتا ہے

تا بچد در دولت غیر از خدا

تاکہ تیرے دل میں خدا کے سوا نہ سمجھے
سینہ باریغ محبت چاک کن

سینے کو محبت کی تلوار سے چاک کر
سکہ ضرب محبت خوش شست

محبت کی ٹکسال کا رنگ خوبی کے ساتھ بیٹھا
غیر نقش اللہ رائے دل مخواه

اے دل خدا کے نقش کے سوا کسی کا نقش نہ چاہ
راہ یابی در حرم کبریا

خدا کی بارگاہ میں راہ پائے
خوش را گم سازے خدا کمال

پس اپنے آپ کو اے صاحب کمال گم کر
ذره ذره قطرہ داند از خدا

قطرے کے ذرے ذرے کو خدا سے جانتا ہے
در حقیقت آب باشد جلوه گر

حقیقت میں وہی پانی جلوہ گر ہوتا ہے۔

نخل سرو از قامت نیبائے او

سرو کا چخت اس کے زیباقت سے
بلبل و قمری بہستاں نوہر گر

بلبل اور قمری باغ میں نوہر گر ہیں
ہر طرف برخواست ازوے ہاوی ہے

اس سے ہر طرف شور و غوغا مچا ہے
ایں شنیدم نغمہ چنگ و درباب

میں نے چنگ و درباب کا نغمہ سنا
مطرب از مشوق طرب چون نکر

مطرب نے طرب کے مشوق سے جب باجا بکایا
یار رائے بین تو در ہر آئینہ

تو ہر آئینے میں یار کو دیکھتا رہ
ہر چہ بینی در حقیقت جملہ اوست

جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے حقیقت میں سب اوست
ہر چہ آید در نظر از جزو و کل

جو کچھ چھوٹی اور بڑی چیز نظر آتی ہے

سبز و خرم گشت سترایاے او

سبزے لیکر پاؤں تک سرسبز و شاداب ہوا
ہر یکے بالطق و قسار در گر

ہر کوئی دوسری بولی بولتا ہے اور دوسرا قرار کو ظاہر کرتا ہے
بروز باں دارند ازوے گفت گو

دربان پر ایسی کا ذکر جاری ہے
سینہ بریاں شد ز سوز دل کباب

دل کے سوز سے سینہ بھن کر کباب ہوا
ایں ترانہ را بسوز آغز کرد

اس نغمے کو سوز دل کے ساتھ گاتا شروع کیا
سوز و ساز اوست در ہر طنطنہ

اس کے ساز کا سوز ہر آواز میں ہے
شمع و گل پروانہ بلبل ہم از دست

شمع اور گل اور پروانہ اور بلبل سب اسی سے ہے
بوم محراب بلبل بہستان و گل

جھگل کا آؤ اور باغ کی بلبل

عارفان را نقش چیز با پیرشت

خدا شناسوں کیسے کیا خوشنما اور کیا بدناما نقش

مرغ و ماہی مار و مور و شیر و ببر

مرغ اور مچھلی اور سانپ اور چیتا اور شیر و ببر

سنگ خار لعل و یاقوت و گہر

سخت پتھر اور لعل اور یاقوت اور موتی

ہر چہ باشد آب آتش باد و خاک

جو کچھ کہ ہے پانی اور آگ اور ہوا اور خاک

قادر سے کوافر بید از قطرہ آب

ایسا قدرت والا کہ اس نے پانی کی بوند سے

گوہر جان مطلع انوار و ست

جان کا گوہر اس کی روشنیوں کی نکلنے کی جگہ ہے

یا در تو پس چرائی بے خبر

یا رنجہ میں ہے پس نوکیوں بے خبر ہے

اے گرفتاری بہ بند نام و رنگ

اے نام و نمود کی قید میں گرفتار

صوت ہر نیک بدر اخود نوشت

ہر نیک بہ کی صورت نمود اسی کی لکھی ہے

چشمہ حیوان باران برق ابر

چشمہ حیات اور مینہ اور بجلی اور بادل

ظلمت شب تیرہ نور ماہ و خور

تاریک رات کی تاریکی چاند اور سورج کی روشنی

جملہ را مخلوق کرو از صبح پاک

اُس نے سب کو اپنی قدرت پاک سے پیدا کیا

نقش لبہ در صدق و خوش آب

آبدار موتی کا سیپ میں نقش باندھا

معدن جہاں مخزن اسرار است

جان کی کان اس کے بھیدوں کا خزانہ ہے

یا در خود تو چہ کردی در بدر

یا رنجہ تجھ میں ہے تو کس نے در بدر پھرتا ہے

شیشہ ناموس را شبنم و رنگ

ناموس کے شیشہ کو پتھر پر نوڑ

اوست پیدا در تو تو از خویش گم

وہ تجھ میں ظاہر ہے اور تو اپنے سر سے بچ رہے

ناگہاں بر خیزی افتی و نفاک

یکبارگی تو اٹھ کر غار میں پڑے گا

ناگہ از گورت بر آید این صدا

یکبارگی تیری قبر سے نکلے گی آواز

حیف باشد بچونا بنیاری وی

افسوس ہے کہ تو اندھے کی طرح جلتے

اے خلیفہ زادہ بسنا بکا

اے حضرت آدم کے بیٹے بس کر نالائق کام سے

رحم کن بر حال خود اے ابوالہوس

اے ابوالہوس اپنی حالت پر رحم کر جسے کہ

با خدا ہر دم ہے کوئی دروغ

تو خدا سے ہر دم جھوٹ بولتا ہے

ہر زمان کوئی کہ من تو بہ کنم

تو ہر دم کہتا ہے کہ میں تو بہ کر رہا ہوں

مرگ آید ناگہاں گوید کہ قسم

ابھانک موت آکر کہنے والی ہے کہ اٹھ

روز محشر منتقل خیزی ز خاک

قیامت کے روز شرمندہ قبر سے اٹھے گا

حسرتا و حسرتا و حسرتا

آہ حسرت ہے حسرت ہے بڑی حسرت

کو رد کر بر خیزی در سواشوی

اندھا اور بھراٹے اور پھر بدنام ہوئے

تا بکے بیگانہ گردی ہوش و آ

کب تک تو بیگانہ رہے گا ہوش میں آ

باز گرد و تو بہ کن در ہر نفس

خدا کی طرف رجوع کہ اور ہر دم توبہ کر

از دروغ تو چہ افزائی فروغ

جھوٹ سے کیا تیرا فروغ ہوگا

نیچ اغیار از دل خود بر کنم

میروں کی جڑوں سے اکھاڑتا ہوں

چوں شود فردا ز سر گیریم کار

جب کل ہوگی کام نئے سب سے شرح کریں گے

روئے دل شویم زاب تو بہ باز

دل کے چہرہ کو توبہ کے پانی سے دھو دنگا

گوش نفس خویش را مالش دہم

اپنے نفس امارہ کو گوش شمالی دوں گا

عہد و پیمان لشبکی چوں شبنم د

جب رات آتی ہے عہد و پیمان توڑ ڈالتا ہے

بگذری از ہر چہ باشد کم و بیش

اب جو کچھ کم اور زیادہ ہے اسے در گذر کر

ساقیے مہر و شراب لعل ناب

چاند کی صورت والا ساقی اور خالص مہر شراب

شاہد خورشید روئے و تند خوئے

معشوق خورشید صورت اور تیز سرخو

گر بدست آید در انوششی

اگر تیرے ہاتھ آجائے تو اسکو اپنی آغوش میں لیتا ہے

دل ز غار عشق او سازم و نگار

اس کے عشق کے کاٹنے سے دل کو زخمی کریں گے

با وضوئے خون دل سازم نماز

پھر دل کے خون سے وضو کر کے نماز ادا کریں گے

از ہوا و ہستے خود وار را ہم

ہوا اور خود ہی سے آزاد ہوں گا

دل پے جو یائے اس مطلب د

دل اس مطلب کے ڈھونڈنے کے درپے ہوتا ہے

دل لبثوا ز مکر باطلہائے خویش

خلاصہ یہ ہے کہ تو اپنے بیہودہ مکر و دل سے دیکھو

مطرب دل بردہ ہنگ بباب

اور گویا راگ کی آلاپ یہ سب دل بجانوں میں

ولبر غارتگر دیں عشوہ جوئے

دل کا لے جانے والا حیلہ باز ہی دین کا غارتگر بنیو الا ہے

شربت ہر تلخ خوشیرن را چشی

ہر کھلے اور نیٹھے شربت کو تو چکھتا ہے

گر شود موجودا سباب طرب

اگر خوشی کا سبب موجود ہو وہ

ورنہ باشد ایں میسر اے گدا

اور اے فقیر اگر تجھ کو یہ چیزیں نہ حاصل ہوں

گر نیابی دست خون دل غری

اگر ہاتھ نہ آئے تو دل کا خون کھائے

چوں نداری شرم پیمان شکن

اے عہد کے توڑنے والے کیونکر تجھے شرم نہیں آتی

عمر با خامی طبع سر میزنی

تو عمر بھر اپنی خامی طبع سے سہا رہتا ہے

نفس بد کردار تو چوں سگ پلید

بدکار نفس نے ناپاک کتے کی طرح

شہوت و خواب خورش واری ام

شہوت اور خواب و خورش تو رکھتا ہے ہمیشہ

جہل غرداری تو اے بیہودہ گرد

تو اے بیہودہ پھرنے والے گدھے کی طرح نادان ہے

صرف پیمانی کنی اوقات شب

تو رات کے وقت کو بے پرواہی سے خرچ کر دیوے

تا سحر باشی درین غم مبتلا

تو صبح تک اس غم میں مبتلا رہے

عصمت بی بی بود بے چاوری

سچ کہتا ہے کہ بی بی کی پاکدامنی چارہ نہ ہو سکتی

بازے خواہی مراد خوشستن

پھر چاہتا ہے مراد اپنی

بلکہ از ابلیس ملعون کہت سری

بلکہ سچ پوچھے تو ملعون ابلیس سے کہتا ہے

دست ایمانت بزدن پس گزید

تیرے ایمان کے ہاتھ کو دفتوں سے کاٹا

از عبادت کاہلی و ناتمام

عبادت سے کاہلی ہے اور ناتمام

آنچہ تو کردی گے شیطان نہ کرد

جو کچھ کہتے تھے شیطان نے بھی نہیں کیا

یافت تعلیم از تو شیطان مکر و یو

شیطان نے تجھ سے مکر اور فریب کی تعلیم پائی

مکر و تبیس از تو شیطان میخورد

مکر و فریب تجھ سے شیطان کھاتا ہے

نفس کا فستردا بود ہمراہ تو

تا فرمان نفس جب تک تیرا ہمراہی ہے گا

جینہ مردار داری در نوشت

تیری تقدیر میں مردار حرام ہے

بہر لقمہ اے سگ مردار خوے

اے مردار کھانیو اے گتے بقیے کے لئے

خوارے گزدی ز بہر آئے نان

روٹی اور پانی کے لئے تو ذلیل پھر تار

ہمراہاں رفتند و بکس ماندہ

ساتھی چلے گئے اور تو اکبر رہ گیا ہو

فکر رفتن کن کہ مے آید پلنگ

چلنے کی فکر کر کہ آتا ہے چیت

از تو آموزند بازی طفل و دیو

لڑکے اور دیو تجھ سے بازی سیکنے والے ہیں

ہر زمان صلب تہ لب تہ مے برد

ہر دم مکر و فریب کے سوستے باندھ کر لیجاتا ہو

آتش و دوزخ بود جا نگاه تو

دوزخ کی آگ تیری جان گھٹانے والی ہے

سگ صفت از داری آدم سترشت

اے آدم کے بیٹے اسی لئے گتے کی سی تار کھینچتا

مے دوی صحرا بصر اکو بکوے

جنگل جنگل کوچہ کوچہ دوڑتا پھرتا ہے

ورپے سگ تابکے باشی دواں

گتے کے پیچھے کب تک دوڑے گا

پہچو لنگا لنگ واپس ماندہ

لنگڑے بولے کی طرح تو عاجز رہ گیا ہو

تابکے بنشینے اے مغلوب لنگ

تو کب تک عاجز اور لنگڑا رہے گا

خواب چوں آید ترالے بچیا

اے بے شرم تجھے نمیند کیسے آتی ہو

کاش کہ بہر عدم خیزد نہنگ

ذرا صبر کر کہ نیست کرنے کے لئے چیتا آتا ہے

تا حرا فرصت بود کارے بساز

جب تک تجھے فرصت ہے کوئی کام کرے

روکہ و ملک بقا سلطان شوی

چل کہ زندگی کے ملک کا بادشاہ بنیگا

عاشقاں رانج شاہی بر بست

عاشقوں کے سر پر شاہی تاج ہے

ہر کہ اواز قید نفس خویش رشت

جو شخص کہ اپنے نفس اتار دے کہے سے آزاد ہوگا

اے شرف نشیندہ سالک گفت

اے شرف پزیرے سننا کہ مالک نے کیا کہا

چشم بند گوش بند و لب بند

آنکھ بند نہ اور کان بند کر اور لب بند کر

چوں پلنگ موت داری در قفا

جب کہ موت کا چیتا تیرے پیچھے لگا ہے

تا قیامت خستی اندر گور تنگ

قیامت تک تنگ قبر میں سوئے گا

اسپت مازی زین کن بازی بیا

عربی گھوڑے پر زین کسے بازی جیت لے

ناظر منظور آن جانان شوی

اُس معشوق کا عاشق اور منظور بنیگا

ساقی ہر دم لبالب ساغر است

ساقی ہر دم ہمیشہ پیالہ بے کھڑا ہے

عاقبت بر کرے مقصد شست

آخرت میں مقصد کی کرسی پر بیٹھے گا

گریہ کرد این بیت را با سوز گفت

بڑے سوز و درد دل کے ساتھ اس ماہ کو کہہ

گر نہ بینی ستر حق بر باخند

اگر پھر خدا کا ماز نہ پائے تو ہم پر ہنس

زہد و تقویٰ نیست اے اہل جنوں

اے دیوانے زہد اور تقویٰ اور پرہیز گامی نہیں

سرکشی پامین و بالا پائینی

نہیں نیچے اور پاؤں اوپر کرتا ہے

پہنچو مجنوں عشق داری در مجاز

مجنوں کی طرح دنیا کی مخلوق کا تو عشق رکھتا ہے

گاہ چوں شیریں کنی خون جگر

کبھی تو شیریں کی طرح خون نہ گریختا ہے

اے حقیقت دان گزرنی از مجا

اے حقیقت کے جاننے والے مجا سے در گذر کر

چند چینی لالہ و نسیرین دو

کب تک لالہ اور نسیرین اور گلاب خفا رہیگا

چند در کثرت نمائی خویش را

کب تک کثرت میں اپنے آپ کو دکھاتا رہیگا

آتشا خنواں بخان از یار خویش

اپنے یار سے ایسا آشنا ہو

بہر شہرت میبخی خود را نگوں

کہ تو شہرت کے خیال میں اپنے آپ کو جھکا رکھا ہے

از ریاضت فلق رشید کنی

لوگوں کو یہ ریاضت دکھا کے اپنا فریفتہ بناتا ہے

پہنچو لے رخ نمائی دنیا

یہ کی طرح اخلاص کا ہرہ دکھاتا ہے

گہ زنی چون کو بکن عیشہ بسر

کبھی تو فریاد کی طرح سر پہ پیشہ مارتا ہے

چند باشی و مقام حرص باز

کب تک حرص اور لالچ کے مقام میں رہیگا

چند بینی رنگ سرخ و سبز در

کب تک سرخ اور سبز اور در رنگ کو دیکھتا رہیگا

یک زمان در فغان وحدت بیا

ایک دم کے لئے وحدت کے گھر میں آ

تا کہ خود را گم کنی از کار خویش

کہ اپنے کام سے اپنے آپ کو گم کر دے

تا توئی کے یار گرد و یار تو

جب تک کہ تو ہے یار تیرا یار نہ ہوگا

یار از سودائے خود و دلش دار

اے پروردگار اپنے عشق سے دل کو زخمی کر

آہنچان با خود بگردان آشنا

ایسا اپنے ساتھ آشنا کر

سوئے خویشم بر کہ گم کردہ ام

اپنی طرفت مجھ کو لے چل کہ میں راستہ بھول گیا ہوں

زند ان گردان این دل پر مودا

اس مڑھجائے ہوئے دل کو زندہ کر دے

ہر دے کہ عشق جانے یافتہ

جس کے دل پر کہ عشق سے جان پائی ہے

بر دل ہر کس کہ نور عشق قیت

جس کے دل پر کہ عشق کا نور چمکا

اے خوش آن دل عشق بر نقش

کیا کہنے میں اس دل کے جس پر عشق نے نقش اندھا

عہد نباشی یار باشد یار تو

جب تو نہ ہوگا یار تیرا یار رہے گا

زندہ را مردہ عشق خویش دا

زندہ کو مردہ اپنے عشق سے رکھ

تا نہ گردم یک زمان از تو جدا

کہ ایک دم تجھ سے جدا نہ ہوں

زندہ جاوید گردان مردہ ام

ہمیشہ کیلئے مجھ کو جدا کرے کہ میں مردہ ہوں

زندہ کن با عشق جانان مردہ ا

مردہ کو محبوب کے عشق سے زندہ کر دے

تا ابد روح روانے یافتہ

ہمیشہ کے لئے ایک جان پائی ہے

خویش را با جان جانان زندہ یافت

اُسے اپنے آپ کو محبوب کے سبب زندہ پایا

خاتم دل کند وے نقش بست

اور اس میں مہر کھود کر دل کو زینت دار کیا

دل کہ بر دلبر رسد از نسای عشق

دل ہی دل ہے کہ عشق کے سانسے دلبر کی پیچھے
دلبر باز دلبری عشقت پیدا

دلبر اور دلبری سے عشق نکلے جو کہ دیو سے

عشق کو بے بال و پر طیرن کند

عشق کہاں ہے کہ غیر باز داور پر کے اٹھا دے

عشق کوتا تا تاج سلطانی نہد

عشق کہاں ہے کہ سلطانی تاج پہن دے

عشق کوتا چشم دل بنیا کند

عشق کہاں ہے کہ دل کی آنکھ روشن کرے

عشق کوتا عقل راز ازل کند

عشق کہاں ہے کہ عقل کو زائل کرے

عشق کوتا جام مد ہوشی دہد

عشق کہاں ہے کہ بے ہوشی کا جام دیوے

عشق وہ تاپے خبر ساز دہرا

ابھی عشق ہے کہ مجھ کو بے خبر کر دے

جان کہ بر جانان نہد آواز عشق

جان ہی جان ہے کہ محبوب کے پاس پہنچے عشق کی آواز گنگا

عشق کوتا جامہ ہستی ورد

عشق کہاں ہے کہ ہستی کے جامہ کو چاک کرے

عشق کو در لامکان جولان کند

عشق کہاں ہے کہ مکان تک دوڑا دے

عشق کو ملک سلیمانی دہد

عشق کہاں ہے کہ سلیمانی بادشاہت دیوے

عشق کوتا سینہ پر سودا کند

عشق کہاں ہے کہ سینے کو جنون سے بھرنے

عشق کوتا عقل اکامل کند

عشق کہاں ہے کہ عقل کو کامل کرے

عشق پاید تا فراموشی دہد

عشق درکار ہے کہ فراموشی دیوے

یادہ گو بے پاؤں ساز دہرا

مجھے پاگل اور دیوانہ کر دے

عشق باید تا وہر جام شراب

عشق درکار ہے کہ جام شراب کا دیوے

بادہ عشق از غم جانانہ است

عشق کی شراب سے مراد محبوب کا غم ہے

عشق کوتا حالت مستان نہد

عشق کہاں ہے کہ مستوں کی حالت دیوے

اے خوش آنے کو رہا نہد آجود

کیا خوش ہے وہ شراب کہ خود ہی سے چھڑا دے

ایچ میدانی کہ اصل عشق چیست

مجھے کچھ خبر ہے کہ عشق کی اصل کیا ہے

حسن جانان چون نظر درخیز

محبوب کے حسن نے جب اپنی طرف نظر کی

عشق چون جبریل معراج حسن

عشق جبریل کی طرح حسن کی معراج ہے

عاشق و معشوق گرد نہر و یک

عاشق اور معشوق دونوں ایک ہو جاتے ہیں

عشق سازد ساغرے آفتاب

عشق شراب کے پیالے کو آفتاب بنا دیتا ہے

ہر کہ خورد از خویش تن بگاہ بہت

جس نے پی خود ہی سے بیگانہ ہوا

عشق کو جام از کف جانان نہد

عشق کہاں ہے کہ معشوق کے ہاتھ سے جام دلوے

صاف گردانہ زینگی و بدے

نیک اور بدی سے صاف کر دے

عشق از حسن جانان نہد نیست

عشق کی معشوق کے حسن کے ساتھ زندگی ہو

گشت شد عاشق را در پیش کرد

اپنا عاشق آپ بنا اور عشق کو غلام کیا

بر سر عاشق ہند صد تاج حسن

عاشق کے سر پر حسن کے ستارے پہنا دے

ہم تو فی معشوق و عاشق نہت شک

تو ہی ہے عاشق اور تو ہی ہے معشوق بس فرق کی ضرورت

اے کہ گشتی واقف از اسرار عشق

اے کہ تو عشق کے بحیرے واقف ہو
سر برآور زیر پائے عشق نہ

سزا طحا کر عشق کے قدم کے نیچے رکھ دے

عشق بازی نیست کار بوالہوس

بوالہوس کا کام عشق بازی نہیں ہے

گر کنی جان را تو بر جان نثار

اگر تو جان کو جانان پر نچھادر کہے گا

کشتگان عشق را جان دگر

عشق کے مفتوں کو دوسری جان ملتی ہو

از توانی اے دلاور عشق گشت

اگر ہو سکے تو اے دل عشق میں کوشش کر

اے خنک جانے کہ خود را باختہ

و کیا خوش جان ہو جس نے اپنے آپ کو عشق میں ہارا

خرم آنکس کو تمار عشق باخت

کیا خوش ہے وہ شخص جس نے عشق کا جوا کھیل دیا

نہ قدم مردانہ اندر کار عشق

اب مردوں کی طرح عشق کے کام میں قدم رکھ

بعد از ان پا در ہواے عشق نہ

اُس کے بعد عشق کی آرزو میں مشغول ہو جا

خام طبعان را بدان بھو مگس

خام طبعوں کو مثل مکھی کے سمجھ

در عوض یک جان بد صد جان لگا

تو وہ ایک جان کے عوض تجھے سو جان دیگا

ہزار مان از غیب احسان دگر

اور ہر دم غیب سے دوسری ان پر عطا ہوتی ہے

این حکایت را ز عشق در گوش

یہ بات عاشق سے یاد رکھ

سوختہ خود را و با حق ساختہ

اپنے آپ کو جلا کر محبوب سے جا ملی

خوش را بسپرد و با جانان بسا

اپنے آپ کو پائمال کر کے محبوب تک پہنچا

ہمت مردانہ بین اے پیغمبر

اے بے خبر پروانے کی ہمت کو دیکھ

سوخت چوں پروانہ ہم رنگ دست

جبکہ مثل پروانہ اپنے آپ کو جلا کر دوست کا ہم رنگ بنا

در محبت تا نسوزی بال و پر

محبت میں جب تک تو بازو اور پر نہ جلا لگا

سوخت چوں پروانہ در جسم قفس

پروانہ کی طرح جسم کے پیچھے میں جل

ز ہر دو تقوے چیت اے عالیجناب

اے عالیجناب زہد اور تقوے کیا چیز ہے

یک مان خوش دل نباشی چہاں

ایک دم جہاں میں خوش دل نہ ہوئے

دل بدست غم چنان را می گرد

دل کو غم کے ہاتھ میں اس طرح گروی کر

دل بود از ہر دو عالم بے نیاز

دل دونوں جہانوں سے بے حاجت ہوئے

سوخت چوں پروانہ تیا بلی خبر

اور پروانے کی طرح جل تاکہ خبردار ہے

گشت محرم چنگ نہ بر چنگ دست

رازدار بچھا اور دوست کے پیچھے میں بچھا مار

کے شوی ہم رنگ آتش سرسبز

آگ کا ہم رنگ بالکل کب بنے گا

تا شوی با جان جانان بمنفس

تاکہ محبوب کی جان کے ساتھ تو ہم دم بنے

بر مراد خود نہ گشتن کامیاب

اپنی مراد پر کامیاب نہ ہونا

واری فارغ شوی از این دلیان

سب کو چھوڑ دے اور اسکی فکر سے بیکھر ہو جا

شادیے عالم نیز در دیم جو

کہ دنیا کی خوشی آدھے جوں کی برابر قیمت رکھے

بگذرا رازے حقیقت از مجاز

حقیقت کے خیال میں مجاز کو چھوڑ دے

اے دریغائے عمر تو رفتہ بخواب

افسوس ہے کہ عمر تیری خواب غفلت میں گزری
عمر تو باشد مثال آب جوئے

تیری عمر ہر کے پانی کے مانند ہے

در جہان چون چمن کے میہمان

جب کہ تو جہان میں چند روز کے لئے مہمان

خلق را بین لعلمان نقش آب

لوگوں کو پانی کے نقش کی گڑیاں جان

ہر چہ نے بینی بگرداب جہان

جو کچھ تو جہان کے بھنور میں دیکھتا ہے

غافل از کردہائے خویش تن

تو اپنے اعمال سے بے خبر ہے

دل مکن از فکر باطلہا سیاه

بیہودہ فکروں سے دل کو کالا مت کر

چون زبان گو یا ست در تن

جبکہ تن میں ہر بال زبان کی طرح بولنے والا ہے

اندکے ماندست اور از دیاب

بھڑکی سی رہی اس کو جلد حاصل کر

آب رفتہ باز کے آید بجوئے

پانی گیا ہو اک دباہ نہر میں آتا ہے

این جہان را بر مثال خوابان

پس اس جان کو مثل خواب کے سمجھ

چشم چون بر ہم زنی بینی ضرب

کہ ایک ٹپک چھپکے میں ویران دیکھے گا

چون حجاب از چشم تو گرد نہمان

جیسے کی طرح تیری آنکھ سے پرشید ہو جائیگا

نفس را با تیغ لاگردن برن

لا کی تلوار سے نفس کی گردن مار

از خدا غیر از خدا دیگر نخواہ

خدا سے خدا کے سوا بیزاروں کی آرزو مت کر

موجب ذکر خدا را نیز گوئے

ہر بال سے خدا کا ذکر کر

دل مدہ باد لبران بے وفا

بے وفا دلبروں کو دل مت دے

از جہان ہر و وفا معدوم شد

جہاں سے محبت اور وفا طاری ناپیدا ہو گئی

آشنا یہاں بر افتاد از جہان

دوستیاں جہاں سے جاتی رہیں

اے دریغ و وضع یہ کان شد بدل

افسوس ہے کہ نیکوں کی وضع بدل گئی

قحط افتاد دست در ملک سخا

سخاوت کے ملک میں قحط پڑ گئی

تیغ نمسک شجرہ احسان پرید

بخیل کی تلوار نے احسان کے درخت کو کاٹ ڈالا

ہمتے رفت ست از شاہ و گدا

بادشاہ اور فقیر سے ہمت جاتی رہی

ہمتے برخاست از صاحب دلال

صاحب دلوں سے ہمت جاتی رہی

ز آنکہ دارند شیوہ جور و جفا

اس لئے کہ ظلم و ستم کی عادت رکھتے ہیں

حال مردم یک یک معلوم شد

ایک ایک آدمی کا حال معلوم ہو گیا

شرم شستہ شذر چشم مردمان

لوگوں کی آنکھ میں شرم نہ رہی

وہ دیار علم افتادہ خسل

بر دیاری اور علم کے ملک میں آفت پڑی

خشک گشت مزرع ہر و وفا

محبت اور وفا داری کھیت سوکھ کر رہ گئی

ہمچو غنقا ہمت از عالم پرید

عشاق کی طرح ہمت جہان سے اڑ گئی

منعمان گشت تند گدائے بینوا

انعام کرنے والے فاقہ مست فقیر بن گئے

دارم از دست زمانہ صد فعال

نہانے کے ہاتھ سے سونپا دیں کھتا ہوں

این نشانہائے قیامت شہید

قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں
برکت از گشت زرعیت گشت کم
برکت کھیتی باڑی سے گھٹ گئی

رحم از ولہائے مردم شد نہان

رحم آدمیوں کے دل سے جا رہا

خلق نیکو شد ز عالم ناپدید

نیک خصلت جہان سے کم ہو گئی

ہر گم شد از دل فرزند و زن

محبت جاتی رہی بیٹے اور بیوی کے دل سے

چون چنان برخا عالم گشت تنگ

جب کہ ایسا دیکھا جہاں تنگ ہو گیا

نیست ہرے درل ہر خاں عالم

ہر خاص و عام کے دلیں محبت نہیں ہے

چون عدم شد دانہ ہر و وفا

جبکہ موت اور وفا داری کا دانہ ناپید ہو گیا

تا قیامت در جہان گرد و پدید

تا کہ دنیا میں قیامت ظاہر ہووے

قامت جو دو سخاوت گشت خم

بخشش اور سخاوت کا قد جھک گیا

سخے پیدا شد ہر مردمان

لوگوں پر ایک سختی پیدا ہوئی

طبع مردم سگ صفت گشت پدید

آدمیوں کی طبیعت کٹے کی طرح ناپاک ہو گئی

فتنہ برپا گشت از دیر کہن

پرانے مہمت خانے سے فتنہ برپا ہوا

دختران بامادران دارند جنگ

بیٹیاں ماؤں کے ساتھ لڑنے لگیں

پس منگن خویش را در بند دام

پس اپنے آپ کو جال کے پھنسے میں مبتلا

پس مر و در دام چون مرغ ہوا

پس خواہش کے جال میں چڑھ کر کی طرح مر گیا

بند گسل دام را بر ہم بزن

سے قید کو توڑ جال کو الٹ دے

جز کس نیست بر تو مہربان

خدا کے سوا کوئی حیرا مہربان نہیں ہے

شکر نعمت کن کہ آن باب العباد

نعمت کا فکر کر کہ اس بندوں کے پروردگار نے

چشم داد و گوش بینی ہم ہاں

آنکھ کان ناک زبان ہی

غافل از یار خود ہے بے خبر

بے خبر تو اپنے یار سے غافل ہے

نیستی آگاہ از لطف خدا

تو خدا کی مہربانی سے واقف نہیں ہے

مہربان ہم شد چو معشوق مجا

دنیا کا معشوق جب مہربان ہوتا ہے

عاشق صادق کند جان فدا

سچی عاشق اپنی جان فدا کرتا ہے

آشیان حرص را آتش بزن

حرص کے گھونٹے میں لگا دے

دل مدہ غیر از خداوند جہان

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دل مت دے

داد بر تو آنچه بایست داد

ہر چیز جس کی تجھے ضرورت تھی دے دی

بر تو روشن کرد اسرار نہاں

پوشیدہ بھیدوں کو تجھ پر ظاہر کیا

چند باشی بنخبر چون گاؤ فر

کب تک گائے اور گدھے کی طرح بنخبر رہیگا

پہنچو عاشق ہر زمان بید ترا

کہ وہ ہر دم عاشق کی طرح تھک رہا ہے

گر بہ بند بجانب عاشق نیاز

اگر عاشق کی طرف ناز کے ساتھ دیکھتا ہے

مرحبا بر عاشقان صد مرحبا

شاہد ہے عاشقوں کو سو شاہد باش

خابے کو درپے جانان رود

جو طالب کو مشوق کے تجھے جاتا ہے

گر تر از عشق او باشد خبر

اگر تجھے ایسے بیسی خدا کے عشق سے خبر ہے

گر تر از چشم محبت و اشتود

اگر تیری محبت کی آنکھ کھل جائے

باتو نزدیک است آن جانان

وہ محبوب جہاں کا نیرے نزدیک ہے

چون تو داری چشم احوال لبصر

جب کہ تو نے اس سے آنکھ میری رکھنا ہے

این حجاب از ترست اے محبوب من

یہ پردہ تجھی سے جو ہے پرستش میں چھپا ہے

پیش مردن میرا نے نیکو سیر

اے نیک صنعت مرے سے پہلے مر

گر معشوق تو از خود جان دہی

اگر تو معشوق کو اپنی جان دے دے

چشم گردوئے جانان بنگر و

آنکھ بن جاتا ہے اور معشوق کا چہرہ دیکھتا ہے

از تو مشتاقست او مشتاق تر

تو تو تباہی کہ وہ تیرا مشتاق تجھ سے بڑھ کر ہے

بر تو آن معشوق خود شیدا شود

تو تو دیکھ کہ وہ معشوق تو خود تجھ پر شیدا ہے

در تو چون جانستان جانان نہان

اور تجھ میں جان کی طرح وہ محبوب پوشیدہ ہے

کے در آیدوئے جانان در نظر

معدنوں کی صورت کیسے دیکھ سکتا ہے

بے حجاب است ز نہ آن محبوب من

وہ میرا محبوب تو بے پردہ ہے

جان بجان دہ حال خود گذر

جان ہاں تو دیکھ اپنے حال سے درگزر

قالب خود را کنی از جان تھی

اور اپنے جسم کو جان سونالی کر دے

در تو گرد و جان جان جلوہ گر

تجھ میں محبوب کی جان جلوہ گر ہو گی

عارفے گفت است از روئے عتاب

ایک خدا شناس نے غصہ کی راہ سے کہا ہے

گر نداری شادی از دل یار

اگر تو یار کے دل کی خوشی نہیں رکھتا ہے

اے شرف تا چند گردی دو دو

اے شرف کب تک دور دور مارا پھرے گا

چند پیمانی رہ دور و دراز

کب تک تو راہ دور دراز ملے کرے گا

یک قدم باشد حیرم دوست لبس

ایک قدم پر ہے دوست کی بارگاہ اندس

منزل جانان بود یک گام تو

محبوب کی منزل تیرے ایک قدم پر ہے

ہر نفس در یاد او گامے زن

ہر گھڑی اس کی یاد میں قدم رکھ

خویش را چشم معشوقی بگر

پھر اپنے آپ کو معشوق ہونے کی آنکھ سے نظر کر

گوش کن چون بن محطیہ یاب

زرا اس را ز کو سن اور اس سے کو حل کر

خیر بر خود ماقم بحیران بدار

اچھے جہانی کا ماقم اپنے اوپر کر

قطع منزل را بکن اے بے حضور

اے بے حضور منزلوں کو قطع کر

چند رفتی از شبے بر فراز

کب تک نیچائی سے اونچائی پر چڑھے گا

چند گردی بے خبر اے بواہوس

کب تک اے بواہوس بے خبر رہے گا

باوہ عرفان بود در حرم تو

عرفت کی شراب تیرے پیالہ میں پھری ہے

ہرزمان از عشق او جامے زن

ہر دم اس کے عشق کا جام نوش کر

مولوی فرمود نشیندی مگر

شاید تو نے نہیں سنا مولانا روم نے فرمایا
اے کما از تیرا پر ساختہ
اے دوکان کہ تیروں سے بھرے ہے

ہر کہ فجوری و دوری اے فلان

کس سے اے فلان تو دور اور کچھڑا ہوا ہے
اے کمان تیرا ترا از دور تر
اے وہ کہ تیری کمان کا تیرا شکار سے دور پڑا ہو

چشم دل بکشا جمال یارین

دل کی آنکھ کھول اور یار کا جمال دیکھ
چشم تابہ بیند روئے یار

آنکھ درکار ہے تاکہ یار کا چہرہ دیکھے
نیمت پوشید رخ و لدار تو
تیرے دلدار کا رخ پوشیدہ نہیں ہے

گر میے کو در تو اے افسردہ دل

اے سرد دل تجھ میں گرمی کہاں ہے

سنگ گرے بودے کردے اثر

اگر تو بہتر ہوتا تو اس میں بھی اثر ہوتا
صید نزدیک است دور انداختہ
شکار تو نزدیک تو دور بچیک رہا ہے

آہ از دست تو دارم صد فغان

آہ میں تیرے ہاتھ سے سو فریاد کرتا ہوں
از چنین صیدے بود مجھوتر
ایسے شکار سے تو جدا ہی رہے گا

ہر طرف ہر سو رخ دل دارین

ہر طرف ہر جگہ دلدار کا رخ دیکھو
جلوہ کریمت در ہر شے نگار

محبوب ہر چیز میں جلوہ کئے ہے
لیک ان لقص است در البصار تو
لیکن یہ نقصان ہے میری آنکھوں میں

رفت بچون خرف و در آب و گل

گدھے کی طرح تو و لدل میں بھنسا ہے

درد مندے کو کہ درما نشین یافت

ایسا درد مند کہاں ہے کہ اس نے علاج نہ پایا
کیست مثلاً کہ شد جان بلب
کہاں ہے ایسا شوق کہ جان بلب ہو

تا بود این دیو نفست ہم نشین

جب تک کہ نفس شیطان تیرا ساتھی رہے گا
چون تو مقدرے نداری فتح
جب کہ تو فتح یابی کی قدرت نہیں رکھتا ہے

کو پریشانے کہ سامانش نیافت

ایسا پریشان کہاں ہے کہ اس نے سامان نہ پایا
از فراق او بود در تاب و تب
اس کی جدائی سے بے قرار ہو

کے بود دنیا ترا چشم لہقین

تیری یقین کی آنکھ ہرگز نہ چٹا ہوئے گی
گریہ کن تا حشر بر حال خراب
قیامت تک تجھے اپنے حال کی غرابی پر رونا چاہیے

حکایت عارف صاحب کمال

بیان ایک عارف صاحب کمال کا

بود مرے عارف و صاحب کمال

ایک مرد عارف صاحب کمال تھا
بادشاہی کردہ در سلیم دل
دل کی ولایت میں بادشاہت کرتا تھا

سہا لہا کردہ عبادت بے ریا

برسوں بے ریا عبادت کی تھی

کوچہ دل بستر از وہم و خیال

دل کے کوچہ کو وہم و خیال کی طرف سے نہ یکم ہوئے تھا
بود از ایام غفلت منقسل
غفلت کے زمانے سے شرمندہ تھا

در دلش نگزشت جز ذکر خدا

خلع کے ذکر کے سوا اس کے دل میں کچھ نہ گذرتا تھا

چون چنین گزشت اور پندل

جب اس طرح سے بہتے برس گندے

گفت مشکلم نیست کمال در جهان

کہنے لگا کہ میرے را کوئی جہاں میں کمال نہیں ہے

شہوت و حرص ہوس کر دیم دور

شہوت اور حرص و ہوس کو ہم نے دور کیا ہے

این تصور کرد چون مرد خدا

جب اس مرد خدا نے یہ خیال کیا

از تبحر چون نظر کردی بخویش

جب کہ تیرے عزم سے اپنے میں نظر کی

تا نہ گردد دفع از تو آن حجاب

جب تک تجھ سے پردہ دور نہ ہوگا

متفعل شیع از اسرار خویش

یہ سن کر شیخ اپنے خیال سے شرمندہ ہوا

باز بستمہ تازہ از خدا

پھر نیا عہد و پیمان خدا کے ساتھ باندھا

خویش از کمالان کردہ خیال

تو اپنے آپ کو کاملوں میں سے خیال کیا

چون سن مستم بر دلی زبان

کو تو ال کی طرح میں اپنے دل کا نگہبان ہوں

از تعلقہ دلم دار نفور

دنیا کے علاقوں سے میرا دل نفرت کرتا ہے

ناگہان در گوش او آمد ندا

یکبارگی اس کے کان میں آواز آئی

دور افتادی حجاب آمد به پیش

تو ہم سے دور جا پڑا اور تیرے آگے پردہ آن پڑا

کے نہی یاد و رسم آنجناب

اس عظیم الشان بارگاہ کی یاد و رسم میرے دھنچکے پانگے

شد پریشان تو بہ کردار خویش

پریشان ہو کر اپنے کام سے توبہ کی

تا کند در راہ حق جان را فدا

تا کہ خدا کی راہ میں جان کو فدا کرے

پاک کن آئینہ دل از غبسا

دل کے آئینہ کو غبار سے صاف کر

آنچه میخواهد دل اے حیلہ جو

اے حیلہ جو جس چیز کا کہ تیرا دل خواہاں ہوتا ہے

گر حرمت میکنی بر خود طلال

اگرچہ وہ حرام ہے تو اپنے لئے حلال کرنا

چون مسلط بر تو گرد و این مرض

جب کہ یہ مرض تجھ پر غالب ہو جائے

بہد کن بالنفس تا عادل شوئی

تو شش کر نفس کے ساتھ تاکہ تو عادل ہو

یا الہی چشم بنیابی بدہ

یا الہی چشم بینا مجھ کو دے

آتش آگن در دلم مانند طور

میرے دل میں طور کی طرح آگ ڈال

سالمات شد از تو مے خواہم ترا

برسوں ہونگے کہ تجھ سے خجہ کو چاہتا ہوں

تا بیا بد عکس از روی نگار

تا کہ اس محبوب کے سُخ کا عکس نظر آوے

نفس تو صد حجت آرد بہر تو

تیرا نفس سو حجتیں تیرے لئے لاتا ہے

میشود کیکن دولت با خدای

تیرے دل کو سو خیالوں سے تسکین دیتی ہے

عدل و نصافت بود بہر غرض

تیرا عدل اور انصاف غرض سب کی ہوگا

باش منصف تاکہ صاحب دلی

منصفی کر جس سے تو صاحب دل ہو

در سرم از عشق سوداے بدہ

میرے سرم میں عشق کا سودا دے

شعلہ بر خیز دو گرد و رنگ دور

کہ شعلہ اٹھے اور سیاہی دور ہو جائے

حاجتم را چون نئے سازی روا

تو میری حاجت کو کیوں نہیں روا کرتا

ہر قسم کی سستی کتابیں ملنے کا پتہ شیخ غلام علی اینڈ سنز باجران کتب لاہور بازار کشمیری

از لسان الغیب این گرد و نوید	از دور تو کس گشتہ نامید
غیبی زبان سے یہ خوشخبری مل رہی ہے	کو تیرے بعد از وہ کوفی نا امید نہیں پھرا ہے
ہر کہ بردر گاہ تو رو آور و	نا امید از دور کہ تو چون رود
جو کہ تیری مد گاہ کی طرف رخ لائے گا	نا امید تیری دور گاہ سے کیوں جائے گا۔
ہر کہ آید برورت امیدوار	شاہد مقصود یا بدور کسار
جو کہ تیرے مد پر امیدوار بن کر آتا ہے	مقصود کا مستحق آغوش میں پاتا ہے
اے خدائے من بحق مصطفیٰ	از طفیل حرمت آل عباس
اے میرے خدا طفیل حضرت مصطفیٰ کے	اور طفیل حرمت آل عباس کے
روز محشر وار با آل رسول	از طفیل مقبلان گرد قبول
قیامت کے دن۔ اولاد رسول کے ساتھ رکھو	میری یہ دعا مقبول کی طفیل سے قبول ہوئے

تقدیم

ہر قسم کی سستی کتابیں و قرآن مجید
 شیخ غلام علی اینڈ سنز باجران کتب کشمیری لاہور بازار کشمیری



خاتم النبیین
سوانح مبارک حضرت رسول
مقبول صلعم اس کتاب میں
حضور کی زندگی کے پاکیزہ
حالات درج ہیں تو یا مہند
کوئیے میں بند ہے

ذوالنورین
حضرت زوالنورین کے حالات

فیض اللغات
فارسی: جلد کر کے کی لڑی
قیمت ۲۰

قصص الانبیاء
اردو: کلاں
حضرت آدم سے
تک حضرت محمد مسلم
تک تمام انبیاء کے
پاکیزہ حالات

سیف اللہ
سوانح عمری حضرت
خاندانِ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ اسلام
الموسم
مذکرہ در ان اسلام
ہر قوم کی تاریخ روشن
اور تاریک پہلو پیش کرتی
ہے اس اسلام کے
کا نام ہی قومی ہیر کا
جزو و عظم ہوتے ہیں بے شک
آج کے ہندو
آپ چودہ سو سال کے
اسلامی بادشاہوں نے

مذکرہ اولیا
اردو: کلاں
اس میں تمام اولیا
کرام کے حالات
درج ہیں

اصطیق
بہشتی
کامل
(مجموعہ)
حضرت ہدیہ
سنہ ۱۲۰۰

تیرہ افکار
سوانح عمری حضرت
عمر فاروق غنیہ
عالی کے حالات
ترجی کے ساتھ
نہایت سہولت
سنائی سے لکھی

مذکرہ اولیا
اردو: کلاں
اس میں تمام اولیا
کرام کے حالات
درج ہیں

سیف اللہ
سوانح عمری حضرت
خاندانِ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ اسلام
الموسم
مذکرہ در ان اسلام
ہر قوم کی تاریخ روشن
اور تاریک پہلو پیش کرتی
ہے اس اسلام کے
کا نام ہی قومی ہیر کا
جزو و عظم ہوتے ہیں بے شک
آج کے ہندو
آپ چودہ سو سال کے
اسلامی بادشاہوں نے

مذکرہ اولیا
اردو: کلاں
اس میں تمام اولیا
کرام کے حالات
درج ہیں

اصطیق
بہشتی
کامل
(مجموعہ)
حضرت ہدیہ
سنہ ۱۲۰۰

تیرہ افکار
سوانح عمری حضرت
عمر فاروق غنیہ
عالی کے حالات
ترجی کے ساتھ
نہایت سہولت
سنائی سے لکھی

شیخ غلام علی انیسٹر ناجر ان کتب کشمیری بازار
مالکان

شیخ غلام علی انسیندر صاحب ان کتب کتبی بازار

مکان

